87915 ـ حاجت و ضرورت اور مصیبت سے چھٹکارا کے لیے سورۃ یس کی تلاوت کرنا

سوال

برائے مہربانی ہمیں ایسے طریقہ کے متعلق معلومات فراہم کریں جو ہم میں وراثتا چل رہا ہے اور ہم نے یہ بہت سارے مشائخ اور علماء سے سوریا میں سیکھا ہے، میں یقینی طور پر اس کے صحیح ہونے کا علم نہیں رکھتا، حاجات و ضروریات پوری کرانے اور ہمارے معاشرے میں بہت ساری خواہشات و رغبات پوری کرانے کے اس طریقہ کا التزام کیا جاتا ہے اس کے اسلوب میں ایك یہ بھی ہے کہ:
اکتالیس مرتبہ سورۃ یس یا تو انفرادی یا پھر اجتماعی طور پر تقسیم کر کے تلاوت کی جاتی ہے، یا پھر بعض آیات تکرار کے ساتھ معین تعداد میں پڑھی جاتی ہے اور بعد میں ایك معین دعا بھی کی جاتی ہے، یا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر معین درود (دس ہزار بار) انفرادا یا اجتماعی آپس میں تقسیم کر کے پڑھتے ہیں کہ ہر ایك کچھ حصہ پڑھتا ہے.
اکثر لوگوں سے میں نے کہا کہ یہ صحیح نہیں یا پھر یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شدہ سنت نہیں ہے تو وہ بہت شدت کے ساتھ اس کا دفاع کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس کے بہت فوائد ہیں اور یہ تجربہ شدہ ہے.

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

آپ نے بیان کیا ہے کہ معین تعداد میں سورۃ یس وغیرہ کی تلاوت یا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر معین تعداد میں انفرادی یا اجتماعی درود پڑھنا تا کہ مشکلات حل ہوں اور ضروریات پوری کی جا سکیں شرعیت میں اس کی کوئی دلیل نہیں ملتی، اور یہ بدعات میں شامل ہوتی ہے.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جس کسی نے بھی ہمارے اس دین میں کوئی نیا کام نکالا جو اس میں سے نہیں تو وہ مردود ہے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (2697) صحیح مسلم حدیث نمبر (1718).

اہل علم کے ہاں یہ بات طے شدہ ہے کہ عبادت اصلا اور وصفا اور جگہ و وقت میں مشروع ہونی چاہیے، اور جس عدد و کیفیت اور ہیئت کی شرعی دلیل ثابت نہ ہو اس کا التزام کرنا بدعت شمار ہو گا.

شاطبی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

تو پھر بدعت کی تعریف یہ ہوئی کہ دین جو نیا طریقہ اختراع کر لیا جائے اور شریعت کا مقابلہ کرے، اس پر چلنے سے اللہ کی عبادت میں مبالغہ کرنا مقصود ہو، کہ عبادت زیادہ کی جائے تو یہ بدعت کہلاتا ہے...

اور اس میں یہ بھی شامل ہے:

کیفیت و ہئیت کی تعیین کر نے کا التزام کرنا، مثلا ایك ہی آواز میں اجتماعی ذکر کرنا، اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے دن کو جشن منانا اور اسے عید ماننا اور اس طرح کے دوسرے امور.

اور اس میں یہ بھی شامل ہے:

معین عبادات کا معین اوقات میں التزام کرنا جن کی تعیین شریعت میں نہ ملتی ہو، مثلا پندرہ شعبان کو نصف شعبان کا روزہ رکھنا، اور اس رات قیام کرنا " انتہی

دیکھیں: الاعتصام (1 / 37 ـ 38).

اور یہ لوگوں کے طریقہ میں شامل ہے اور وراثت میں ملا ہے، یا پھر اس کے نتیجہ میں بعض نتائج مرتب ہوتے ہیں اس کی مشروعیت پر دلالت نہیں کرتا، بلکہ اقوال و اعمال کا معیار و میزان تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال و اقوال ہیں اس لیے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و اعمال کے موافق ہو اسے قبول کیا جائیگا، اور جو مخالف ہوں وہ مردود ہے چاہے اس کا قائل و عامل کوئی بھی ہو.

یہاں یہ کہا جائیگا کہ:

اگر یہ کوئی خیر و بھلائی ہوتی تو ہم سے اس کام میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کرام سبقت لے جاتے خاص کر جبکہ اس کا مقتضی پایا جاتا تھا، کیونکہ بہت سارے صحابہ کرام اذیت و ظلم کا شکار ہوئے، لیکن اس کے باوجود کسی سے ثابت نہیں کہ کسی ایك صحابی نے ایسا کیا ہو، اور نہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اس طرف راہنمائی فرمائی.

اور خیر و بھلائی تو صرف سلف رحمہ اللہ کی اتباع و پیروی میں ہے، اور ہر قسم کا شر و برائی بعد میں آنے والوں کی بدعات میں ہے.

حاصل یہ ہوا کہ ان بدعات سے اجتناب کرنا اور دور رہنا متعین ہو جاتا ہے، اور مشروع اذکار و دعاؤں کا التزام کرنا جنہیں اللہ تعالی نے حاجات پوری کرنے اور رغبات کے حصول کا سبب بنایا ہے.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

بے کس و لاچار کی پکار کو جب وہ پکارے تو کون قبول کر کے اس کی سختی کو دور کرتا دیتا ہے ؟ اور تمہیں زمین کا خلیفہ بنتا ہے، کیا اللہ تعالی کے ساتھ کوئی اور معبود ہے ؟ تم بہت کم نصیحت و عبرت حاصل کرتے ہو النمل (62).

اور ایك مقام پر اللہ رب العزت کا فرمان اس طرح ہے:

جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے دریافت کریں تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں ہر پکارنے والے کی پکار کو جب کبھی وہ مجھے پکارے قبول کرتا ہوں، اس لیے لوگوں کو بھی چاہیے کہ وہ میری بات مان لیا کریں اور مجھ پر ایمان رکھیں، یہی ان کی بھلائی کا باعث ہے البقرۃ (186).

اور ترمذی و ابو داود نے بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایك شخص کو دعا کرتے ہوئے سنا وہ دعا میں کہہ رہا تھا:

" اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنِّي أَشْهَدُ أَنَّكَ أَنْتَ اللَّهُ لا إِلَهَ إِلا أَنْتَ الأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ "

اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور یقینا میں گواہی دیتا ہوں کہ یقینا تو ہی معبود برحق ہے تیرے علاوہ کوئی اور معبود نہیں، تو احد و صمد اکیلا و یکتا اور بے نیاز ہے جو نہ کسی سے جنا گیا ہے اور نہ ہی اس نے کسی کو جنا ہے اور اس کا کوئی ہمسر نہیں "

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس نے اللہ کے اسم اعظم کا واسطہ دے کر دعا مانگی ہے جس کے ساتھ جب دعا کی جائے تو قبول ہوتی ہے "

سنن ترمذی حدیث نمبر (3475) سنن ابو داود حدیث نمبر (1493).

ابن ماجہ اور ترمذی نے انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے کہ:

" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے تو ایك شخص نماز کے بعد دعا کرتے ہوئے یہ کہہ رہا تھا:

" اللَّهُمَّ لا إِلَهَ إِلا أَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِيعُ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ ذَا الْجَلالِ وَالإِكْرَامِ "

اے اللہ تیرے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے، یا ذالجلال و الاکرام"

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" کیا تمہیں معلوم ہے کہ اس نے کس کے ساتھ دعا کی ہے ؟

اس نے اللہ کے اسم اعظم کے ساتھ دعا کی ہے یہ وہ اسم اعظم ہے جس کے ساتھ دعا کی جائے تو دعا قبول ہوتی ہے اور جب سوال کیا جائے تو طلب پوری ہوتی ہے "

سنن ترمذی حدیث نمبر (3544) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (3858) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ترمذی میں اسے صحیح کہا ہے.

واللہ اعلم .